



سوال

(32) معذور افراد کی نماز کا بیان

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

معذور افراد کی نماز کا بیان

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

معذور افراد سے یہاں مراد بیمار، مسافر اور وہ شخص ہے جسے دشمن کا خوف لاحق ہو جو غیر معذور کی طرح صحیح طور پر نماز ادا نہ کر سکتا ہو۔ شارع نے ایسے افراد کو خصوصی رعایت دی ہے اور ان سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ وہ حسب استطاعت نماز ادا کریں۔ یہ شریعت کی طرف سے ان کے لیے آسانی اور سہولت ہے تاکہ انہیں تنگی و تکلیف نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

وَمَا يَجْعَلْ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ۗ ۷۸ ... سورة الحج

"اور اس نے تم پر دین کے بارے میں کوئی تنگی نہیں کی۔" [1]

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا :

يُرِيدُ اللَّهُ يَخْفِئُ الْبُحْمَ وَيُؤَيِّدُ الْبُحْمَ الْعُسْرَ ... ۱۸۰ ... سورة البقرة

"اللہ کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے، سختی کا نہیں۔" [2]

ایک اور جگہ ارشاد ہے :

لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعًا ۗ ۲۸۶ ... سورة البقرة

"اللہ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔" [3]

تیز فرمایا:

فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ ... سورة التائب

"سوال اللہ تعالیٰ سے حسب طاقت ڈرو۔" [4]

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"فَاتَّقُوا اللَّهَ بِمَا اسْتَطَعْتُمْ"

"جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو حسب طاقت اس پر عمل کرو۔" [5]

مذکورہ نصوص شرعیہ کے علاوہ اور بھی بہت سے دلائل ہیں جن میں بندوں پر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور ان پر شریعت میں آسانی و سہولت کا تذکرہ ہے۔

شریعت میں جو آسانیاں اور سہولتیں ہیں، ان میں سے بعض کا تعلق ہمارے زیر بحث عنوان سے بھی ہے، اگر کسی شخص کو مرض، سفر یا خوف کا عذر لاحق ہو تو وہ کیسے نماز ادا کرے، بیچے اس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیے:

1- مریض کی نماز: نماز کبھی نہ چھوڑی جائے، اگر مریض ہے اور وہ کھڑا ہونے کی طاقت رکھتا ہے تو کھڑے ہو کر نماز ادا کرنا اس پر لازم ہے، اگر وہ کھڑا ہونے کے لیے لاٹھی وغیرہ کا سہارا لے لے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اگر واجب کی ادائیگی کسی سہارے کے ساتھ ممکن ہو تو اس کا استعمال واجب ہے۔

(1)۔ اگر مریض شخص نماز میں کھڑا ہونے کی طاقت نہ رکھتا ہو یا اسے کھڑا ہونے سے تکلیف اور مشکل پیش آتی ہو، یا کھڑا ہونے سے بیماری بڑھ جانے کا اندیشہ ہو تو وہ ان حالات میں بیٹھ کر نماز ادا کرے۔ بیٹھ کر نماز پڑھنے کے لیے صرف یہ شرط نہیں کہ اس کے لیے کھڑا ہونا ناممکن ہو (بلکہ مذکورہ حالات میں سے کوئی بھی حالت ہو تو وہ بیٹھ کر نماز ادا کر سکتا ہے)، البتہ معمولی سی تکلیف کی بنا پر بیٹھ کر نماز ادا کرنا درست نہیں بلکہ اسے زیادہ اور واضح تکلیف و مشقت ہو، تب بیٹھ کر نماز ادا کرنے کی اجازت ہے۔

اہل علم کا اس امر پر اجماع ہے کہ جو شخص فرض نماز میں کھڑا ہونے سے عاجز ہے وہ جس طرح بھی سہولت کے ساتھ بیٹھ سکتا ہے اسی طرح بیٹھ کر نماز ادا کرے کیونکہ شارع علیہ السلام نے بیٹھنے میں اسے خاص صورت کے ساتھ پابند نہیں کیا وہ جس شکل میں بھی بیٹھ کر نماز ادا کر لے درست ہے۔

(2)۔ اگر کوئی مریض بیٹھ کر بھی نماز ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا یا اسے مشکل اور تکلیف ہوتی ہو تو وہ پہلے کے بل لیٹ کر نماز پڑھ لے۔ اس صورت میں اس کا چہرہ قبلہ کی جانب ہونا چاہیے۔ البتہ دائیں جانب لیٹنا افضل ہے۔ اگر وہ خود قبلہ کی طرف رخ نہ کر سکے اور کوئی دوسرا شخص بھی اس کے پاس نہ ہو جو اس کا چہرہ قبلہ کی جانب کر دے تو جس سمت کی طرف اسے سہولت ہو نماز پڑھ لے۔

(3)۔ اگر کسی مریض کو پہلو کے بل بھی نماز ادا کرنے پر قدرت نہ ہو تو وہ پشت کے بل پت لیٹ کر نماز پڑھ لے۔ ممکن ہو تو اس کے پاؤں قبلہ کی جانب ہونے چاہیں۔

(4)۔ اگر کوئی مریض بیٹھ کر نماز ادا کرے اور وہ زمین پر سجدہ کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو یا پہلو کے بل لیٹ کر یا پشت کے بل پت لیٹ کر نماز ادا کرے تو وہ تینوں صورتوں میں سر کے اشارے کے ساتھ رکوع اور سجدہ کرے، البتہ سجدے کا اشارہ رکوع کے اشارے سے زیادہ نیچے ہونا چاہیے۔ اگر وہ زمین پر سجدہ کر سکتا ہو تو اس کا رکوع اور سجدے کے لیے جھکنا ضروری ہے، صرف اشارہ کافی نہیں۔

مذکورہ ترتیب کے ساتھ مریض کی نماز کا جواز صحیح بخاری وغیرہ کی درج ذیل حدیث سے ثابت ہوتا ہے:

عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہم قال: کانت فی یواسیر فانت ایمن علی اللہ علیہ وسلم عن الصلاة فقال: صلّی قاً ما فان لم تستطع فکذا فان لم تستطع فلی حبّ"

"سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھے یواسیر تھی، چنانچہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کی بابت سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھڑے ہو کر نماز ادا کرو، اگر طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھو، اگر اس کی طاقت بھی نہ ہو تو پہلو کے بل لیٹ کر ادا کر لو۔" [6]

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ بعض علماء کا قول ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اگر نماز کے لیے پہلو کے بل لیٹنے کی طاقت نہ ہو تو پشت کے بل چت لیٹ کر پڑھ لو، چاہے اس کے پیر قبیلے کی طرف ہوں۔" اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۚ ۲۸۱ ... سورة البقرة

"اللہ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔" [7]

تبلیہ :-

بعض حضرات بیماری یا اپریشن کی وجہ سے نماز چھوڑ دیتے ہیں اور وہ یہ دلیل دیتے ہیں کہ وہ مکمل طور پر نماز ادا نہیں کر سکتے یا وہ وضو نہیں کر سکتے یا ان کے کپڑے ناپاک ہیں یا کوئی اور عذر پیش کرتے ہیں۔ اس بارے میں ہم کہیں گے کہ یہ ان کی بہت بڑی غلطی ہے کیونکہ کسی صورت نماز کو چھوڑنا قطعاً جائز نہیں اگرچہ وہ نماز کی بعض شرائط یا ارکان و واجبات ادا کرنے سے عاجز ہوں۔ وہ حسب حال، یعنی جیسے بھی ممکن ہو نماز ادا کر لیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ ۖ ۱۱ ... سورة التباين

"سو اللہ تعالیٰ سے حسب طاقت ڈرو۔" [8]

کوئی مریض کتنا ہے کہ جب تندرست ہوں گا تو جس قدر نمازیں چھوڑوں گا ان کی قضا دے دوں گا۔ اس مسئلے میں یہ اس کی لاعلمی یا سستی کا مظہر ہے۔ جس طرح ممکن ہو نماز وقت پر پڑھی جائے، اس میں تاخیر جائز نہیں ہے۔ ہر مسلمان کو اس بارے میں باخبر رہنا چاہیے۔

ہسپتالوں میں بھی دینی مسائل و احکام بتانے اور سمجھانے کا بندوبست ضرور ہونا چاہیے تاکہ مریضوں کو ان کے احوال کے مطابق نماز اور دیگر مسائل شرعیہ کا علم ہو سکے جن کی انہیں ضرورت ہے۔

(1)۔ اوپر ہم نے جو مسئلہ بیان کیا ہے وہ حکم اس شخص کے حق میں ہے جس کا عذر شروع نماز سے لے کر فارغ ہونے تک قائم رہا ہو، البتہ جس شخص نے کھڑے ہو کر نماز شروع کی، پھر نماز کے دوران کھڑا ہونے سے عاجز آ گیا یا وہ آغاز نماز میں کھڑا ہونے سے عاجز تھا۔ پھر اس میں اثنائے نماز میں کھڑا ہونے کی قوت آگئی یا اس نے بیٹھ کر نماز شروع کی لیکن نماز کے دوران میں بیٹھنے کی قوت بھی نہ رہی یا اس نے پہلو کے بل لیٹ کر نماز کی ابتدا کی پھر دوران نماز میں بیٹھنے کی طاقت آگئی تو وہ شخص ان تمام حالات میں دوران نماز میں بعد والی مناسب صورت حال کو اختیار کر لے۔ شرعاً اس کے لیے یہی زیادہ مناسب ہے اور بہتر ہے اور اسی حالت پر نماز پوری کر لے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ ۖ ۱۱ ... سورة التباين

"سو اللہ تعالیٰ سے حسب طاقت ڈرو۔"

چنانچہ جس میں کھڑے ہونے کی قوت آگئی ہے تو بیٹھا ہوا کھڑا ہو جائے اور اگر کھڑے ہونے کی قوت نہیں رہی تو کھڑا ہوا بیٹھ جائے۔ اس طرح طبیعت کے مطابق نئی صورت اپنالے۔

(2)۔ اگر مریض میں کھڑا ہونے اور بیٹھنے کی طاقت ہے لیکن وہ رکوع یا سجدہ کرنے پر قدرت نہیں رکھتا تو وہ کھڑا کھڑا سر جھکا کر اشارے سے رکوع کرے اور پھر بیٹھ کر سر کے اشارے سے سجدہ کرے، ہنا کہ حسب امکان دونوں اشاروں میں فرق ہو جائے۔

(3)۔ اگر کوئی مریض کھڑا ہو کر نماز ادا کر سکتا ہے لیکن کسی قابل اعتماد مسلمان ڈاکٹر کا سے مشورہ یہ ہے کہ وہ لیٹ کر نماز پڑھے ورنہ اس کا علاج یافاقہ ممکن نہیں تو وہ شخص لیٹ کر نماز ادا کرے کیونکہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں خراش آگئی تھی تو آپ نے بیٹھ کر ہی نماز ادا کی تھی۔ [9]

اسی طرح سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنکھوں کی تکلیف کی وجہ سے زمین پر سجدہ کرنا چھوڑ دیا تھا۔ [10]

اسلام میں نماز کا ایک بہت بڑا مقام ہے، ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ حالت صحت اور حالت مرض میں حسب طاقت نماز قائم کرے۔ مریض کو نماز معاف نہیں لیکن وہ حسب حال اسے ادا کرے۔ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ نماز کی اسی طرح حفاظت کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسے اعمال کی توفیق دے جس میں اس کی محبت اور رضا ہو۔ آمین

2۔ سوار شخص کی نماز: وہ شخص بھی اہل عذر میں شامل ہے جو حالت سفر میں کسی چیز یا جانور پر سوار ہو اور زمین پر کچھ یا بارش ہونے کی وجہ سے سواری سے اتر کر نماز پڑھنے میں اسے مشکل اور تکلیف محسوس ہو یا سواری سے اترنے کے بعد دوبارہ سوار ہونے سے عاجز ہو یا سواری سے اترنے کی وجہ سے ساتھیوں سے بچھڑ جانے کا ڈر ہو یا اترنے کی صورت میں دشمن یا درندے کا خوف ہو تو ان حالات میں وہ سواری وغیرہ ہی پر نماز ادا کر لے، زمین پر اتر کر نماز پڑھنا ضروری نہیں۔

سیدنا یحییٰ بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَاحِلَةٍ فَسَلَّمَ بِمَنْ لَمْ يَأْتِ بِمَنْجَلٍ أَوْ نَحْوِ ذَلِكَ مِنْ الْوُكُوعِ

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین ایک تنگ سی گھاٹی میں پہنچے، آپ اپنی سواری پر سوار تھے۔ اوپر بادل چھائے ہوئے تھے اور نیچے زمین گیلی تھی، نماز کا وقت ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤذن کو حکم دیا، اس نے اذان دی اور پھر اقامت کہی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر سوار ہونے کی حالت میں آگے بڑھے اور اشاروں سے نماز پڑھائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں رکوع کی نسبت زیادہ بھکتے تھے۔ [11]

(4)۔ جو شخص حالت عذر میں سواری پر فرض ادا کرنا چاہے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ قبلہ کی طرف رخ کرے بشرط یہ کہ ایسا ممکن ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهُكُمْ شَرْقًا

... سورة البقرة 100

"اور آپ جہاں کہیں ہوں اپنا منہ اسی طرف پھیرا کریں۔" [12]

فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا سَائِرَ النَّاسِ

... سورة التباين 11

"سو اللہ تعالیٰ سے حسب طاقت ڈرو۔" [13]



انسان کو جس عمل کی ادائیگی پر طاقت و قدرت نہیں اس کا وہ مکلف بھی نہیں، مثلاً: مسافر شخص اگر قبلہ کی طرف رخ کرنے پر قدرت نہیں رکھتا تو استقبال قبلہ اس کے لیے لازم نہیں، وہ حسب حال نماز پڑھے۔ اسی طرح ہوائی جہاز میں بیٹھا شخص حسب استطاعت کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر مکمل رکوع و سجدہ کر کے یا اشاروں کے ساتھ جس طرح بھی ممکن ہو نماز ادا کرے، البتہ استقبال قبلہ کا خیال رکھے کیونکہ وہاں یہ ممکن ہے۔

3- مسافر کی نماز: مسافر شخص بھی اہل عذر میں شامل ہے، اس کے لیے قصر کرنا، یعنی چار رکعات والی نماز کی دو رکعتیں پڑھنا شرعاً درست ہے جیسا کہ کتاب و سنت اور اجماع سے اس مسئلے کی وضاحت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ ... 1-1 ... سورة النساء

"جب تم سفر میں جا رہے ہو تو تم پر نمازوں کے قصر کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔" [14]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں ہمیشہ قصر نماز ہی پڑھی ہے۔ بنا بریں جمہور علماء کے ہاں نماز کا قصر کرنا پوری پڑھنے سے افضل ہے۔ صحیحین میں روایت ہے:

"فرض الصلاة حين فرضها ركعتين ركعتين في الحضر والسفر؛ فأجرت صلاة السفر وزيد في صلاة الحضر"

"حضر و سفر میں نماز دو رکعت فرض کی گئی تھی، پھر سفر کی نماز قائم رکھی گئی اور حضر (اقامت) کی بڑھادی گئی۔" [15]

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے:

"صلاة السفر ركعتان..... قائم غیر قصر"

"سفر کی نماز دو رکعتیں ہیں۔۔۔۔۔۔ یہ مکمل نماز ہے قصر نہیں۔" [16]

(5)۔ نماز کی قصر تب شروع ہوگی جب مسافر اپنے شہر کی آبادی سے نکل جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قصر کی رعایت اس شخص کو دی جو سفر طے کرے۔ شرعاً اور عرف عام میں اپنے شہر سے نکلنے سے پہلے وہ سفر طے کرنے والا نہیں کہلاتا، اس لیے وہ مسافر نہیں۔ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کے لیے باہر دور نکل جاتے، تب قصر کرتے تھے۔ علاوہ ازیں سفر کا لفظ "اسفار" سے ہے جس کے معنی "صحرا کی طرف نکلنا" ہے، لہذا جب تک کوئی شخص بستی کے گھروں کی حد سے نکل کر صحرا یا میدان تک نہ پہنچ جائے تب تک وہ مسافر نہیں کہلاتا۔

(6)۔ اگر کوئی شخص کسی جگہ بار بار آتا جاتا ہے تو وہ قصر نماز ہی پڑھے گا جیسا کہ ڈاکیا یا ٹیکسی ڈرائیور وغیرہ جو اکثر اوقات مختلف شہروں میں بار بار آتے جاتے ہیں۔

(7)۔ مسافر کے لیے ظہر اور عصر اسی طرح مغرب اور عشاء دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کر کے ادا کرنا جائز ہے۔ جس طرح مسافر کے لیے قصر کرنا جائز ہے، اسی طرح جمع کرنا بھی جائز ہے، البتہ جمع کی یہ رخصت عارضی ہے اس پر عمل ضرورت کے وقت ہوگا، مثلاً: کسی مسافر کو منزل پر پہنچنے کی جلدی ہو جیسے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

"عن معاذ بن جبل، أن النبي صلى الله عليه وسلم كان في غزوة تبوك إذا ارتحل فقل زبيح الشمس آخر الظهر إلى أن يجتمع إلى الغنم فقل زبيح الشمس، وإذا ارتحل بعد زبيح الشمس قل الغنم إلى الظهر وقل الظهر والغنم معاً ثم سار، وكان إذا ارتحل قل الغنم آخر المغرب حتى يعطيتنا مع الغنم، وإذا ارتحل بعد المغرب قل الغنم فقلها مع الغنم"

"معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوة تبوک میں جب سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ کرتے تو ظہر کو مؤخر کرتے یہاں تک کہ اسے عصر کے ساتھ



ملاویتے اور دونوں کو ایک ساتھ پڑھتے، اور جب سورج ڈھلنے کے بعد کوچ کرتے تو عصر کو پہلے کر کے ظہر سے ملاویتے اور ظہر اور عصر کو ایک ساتھ پڑھتے پھر روانہ ہوتے۔ اور جب مغرب سے پہلے کوچ فرماتے تو مغرب کو مؤخر کرتے یہاں تک کہ اسے عشاء کے ساتھ ملا کر پڑھتے، اور جب مغرب کے بعد کوچ فرماتے تو عشاء کو پہلے کر کے مغرب کے ساتھ ملا کر پڑھتے۔" [17]

(8)۔ جب کوئی مسافر دوران سفر میں آرام کرنے کی خاطر کہیں ٹھہر جائے تو اگر وہ جمع کرنے کی بجائے ہر نماز اپنے اپنے وقت پر قصر کر کے ادا کرے تو یہ اس کے حق میں افضل اور بہتر ہے۔

(9)۔ جب کوئی مسافر دوران سفر میں آرام کرنے کی خاطر کہیں ٹھہر جائے تو اگر وہ جمع کرنے کی بجائے ہر نماز اپنے اپنے وقت پر قصر کر کے ادا کرے تو یہ اس کے حق میں افضل اور بہتر ہے۔

(10)۔ اگر کسی مریض کو اپنے اپنے وقت پر نماز ادا کرنے سے تکلیف و مشقت پیش آتی ہو تو ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو جمع کرنا اس کے لیے بھی جائز ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "نمازوں کو جمع کرنے کی رخصت امت کی مشقت ختم کرنے کی خاطر ہے کہ انھیں جب ضرورت ہو تو جمع کر لیں۔ اس مضمون کی تمام احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ تنگی و تکلیف کے موقع پر ایک وقت میں دو نمازیں جمع کر کے پڑھی جاسکتی ہیں۔ الغرض! جب ترک جمع میں حرج ہو تب جمع بین الصلاتین مباح ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ سے تنگی و تکلیف اٹھادی ہے۔ اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ جب مرض میں الگ الگ نماز ادا کرنے میں حرج و تکلیف ہو تو اس میں بھی دو نمازیں جمع کر کے ادا کرنا بطریق اولیٰ جائز ہے۔" [18]

نیز امام موصوف فرماتے ہیں: "مریض حضرات نمازیں جمع کر سکتے ہیں جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مستحاضہ عورت کے لیے دو نمازیں جمع کرنے کا حکم صادر فرمایا تھا۔" [19]

اسی طرح اگر کوئی شخص کسی مرض میں مبتلا ہونے کی وجہ سے ہر نماز کے وقت طہارت حاصل کرنے سے عاجز ہے مثلاً: پشاب کے قطروں کا آنا، کسی زخم سے خون کا مسلسل رشنا، نکسیر کا دانہ پھوٹنا وغیرہ تو (مستحاضہ پر قیاس کرتے ہوئے) ایسا شخص نمازیں جمع کر سکتا ہے۔ چنانچہ جب سیدہ حمہ بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے استحاضہ کے بارے میں مسئلہ دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«وان قوت علی ان توخری الظہر و تغلی الصبح ثم تغسلین و تغسلین الظہر و الصبح و توخری المغرب و تغلی العشاء ثم تغسلین و تغسلین مع الغرثم تغلی کذا تک قالی»

"اگر تجھ میں طاقت ہو تو ظہر کو مؤخر کر اور عصر میں جلدی کر، پھر غسل کر کے ظہر اور عصر کو جمع کر کے پڑھ لے، اسی طرح تو مغرب کو لیٹ کر اور عشاء میں جلدی کر، پھر غسل کر کے دونوں نمازیں جمع کر کے پڑھ لے۔" [20]

(11)۔ جب اس قدر بارش ہو کہ کپڑے بھیگ جائیں اور مسجد میں آنے والے جانے میں مشقت ہو تو مغرب اور عشاء کو جمع کر کے ادا کرنا جائز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارش کی رات مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھا تھا۔ اسی طرح سیدنا ابو بکر اور سید فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی کیا تھا۔ [21]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اگرچہ بارش رک چکی ہو لیکن بہت زیادہ کچھ ہو یا تارک رات میں شدید ٹھنڈی ہو چل رہی ہو یا اس قسم کی کوئی اور تکلیف وہ صورت حال ہو تو نمازیں جمع کرنی جائز ہیں اور یہ گھر میں نماز ادا کرنے سے بہتر ہے کیونکہ گھروں میں نماز پڑھنے سے ترک جماعت لازم آتی ہے جو بدعت ہے اور خلاف سنت ہے۔ جبکہ سنت یہ ہے کہ نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا کی جائے اور یہ گھر میں نماز ادا کرنے سے بہتر ہے اور اس پر مسلمانوں کا اتفاق ہے۔ لہذا مسجد میں نمازوں کو جمع کر لینا گھروں میں نماز ادا کرنے سے کہیں بہتر اور افضل ہے۔ اس پر ائمہ کرام کا اجماع ہے جو جمع بین الصلاتین کے قائل ہیں، ان میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ معروف

ہیں۔ - [22]

(12)۔ جس شخص کے لیے نمازوں کو جمع کرنا جائز ہے اس کے حق میں افضل صورت وہ ہے جو موقع و محل کے مناسب ہو وہ جمع تاخیر کی صورت ہو یا جمع تقدیم کی۔ مقام عرفہ میں ظہر اور عصر کی نمازوں میں جمع تقدیم افضل ہے جب کہ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازوں میں جمع تاخیر والی صورت افضل ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ میں ظہر کے فوراً بعد قیام کرنا تھا، اس لیے عصر کو مقدم کر لیا جب کہ مغرب آفتاب کے فوراً بعد مزدلفہ کی طرف روانہ ہونا تھا، اس لیے مغرب کو مؤخر کر لیا۔ الغرض! عرفہ اور مزدلفہ میں دو نمازیں جمع کرنا مسنون ہے۔ اور دیگر مقامات میں بوقت ضرورت جائز ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ عرفہ اور مزدلفہ میں نمازیں جمع کرنا سنت ہے اور دیگر مقامات پر ضرورت کے پیش نظر مباح ہے، البتہ جب مسافر کو کوئی خاص ضرورت نہ ہو تو افضل یہ ہے کہ بوہر نماز وقت پر ادا کرے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام حج میں عرفہ اور مزدلفہ کے علاوہ کسی مقام پر نمازوں کو جمع کر کے نہیں پڑھا تھا۔ منیٰ میں بھی نمازیں جمع نہیں کیں کیونکہ وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم آرام و سکون سے ٹھہرے ہوئے تھے اور کوئی جلدی نہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تب نمازیں جمع کرتے جب سفر میں جلدی ہوتی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو مفید علم کے حصول اور نیک عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

4۔ نماز خوف: نماز خوف ہر جنگ میں جو کفار سے ہو یا باغیوں سے یا اسلامی حکومت کے ساتھ لڑنے والوں سے ہو، جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنْ جُنْتُمْ أَنْ يُقَاتِمَ الَّذِينَ كَفَرُوا ... سورة النساء ۱۰۱

"(تم پر نمازوں کے قصر کرنے میں کوئی گناہ نہیں) اگر تمہیں ڈر ہو کہ کافر تمہیں ستائیں گے۔" [23]

اس آیت کریمہ کی روشنی میں آپ خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ کفار کے علاوہ اور کون ہیں جن سے جنگ کرنا جائز ہے۔ واضح رہے جو جنگ شرعاً حرام ہے، اس میں نماز خوف جائز نہیں۔ نماز خوف کی مشروعیت کی دلیل کتاب و سنت اور اجماع ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَإِذْ أَنْتُمْ فِيْمِ قَاتِمِ الظُّلُمَةِ فَلْتَقِمْ تَائِبَةً مِّنْهُمْ مَّحَكً وَنَايِظِدُوا اسْلِحْتُمْ فَأِذَا جَاؤُا فَلَئِكُمْ نَوَاحِشٌ وَأَنْتُمْ وَرَاءَهُمْ وَتَأْتِ طَائِفَةٌ أُخْرَى لَمْ يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا مَعَكُمْ وَلْيَأْخُذُوا حِزْبَهُمْ وَأَسْلِحْتُمْ ... سورة النساء ۱۰۲

"جب تم ان میں ہو اور ان کے لئے نماز کھڑی کرو تو چاہئے کہ ان کی ایک جماعت تمہارے ساتھ اپنے ہتھیار لئے کھڑی ہو، پھر جب یہ سجدہ کر چکیں تو یہ ہٹ کر تمہارے پیچھے آجائیں اور وہ دوسری جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی وہ آجائے اور تیرے ساتھ نماز ادا کرے اور اپنا بچاؤ اور اپنے ہتھیار لئے رہے" [24]

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز خوف کی چھ یا سات صورتیں مستول ہیں جو تمام کی تمام (موقع محل کی مناسبت سے) جائز

ہیں۔" [25]

نماز خوف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں مشروع ہوئی جو تاقیامت قائم رہے گی۔ اس پر صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین اور ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہ سب کا اجماع ہے، ماسوا ان چند افراد کے جو کسی گنتی میں نہیں ہیں۔

(13)۔ سفر ہو یا حضر، جس وقت بھی دشمن کے حملے کا خطرہ ہو نماز خوف درست ہے۔ چونکہ اس نماز کا سبب خوف ہے سفر نہیں، لہذا حضر و اقامت میں نماز خوف کی رکعات کی تعداد میں قصر نہ ہوگی، البتہ اس کی بیعت اور طریقہ ادائیگی میں تبدیلی برقرار رہے گی، ہاں سفر میں جب نماز خوف ادا ہوگی تو قصر بھی ہوگی اور طریقہ بھی بدل جائے گا۔

(14)۔ نماز خوف کی دو شرطیں ہیں:

1- دشمن ایسا ہو جس سے لڑنا شرعاً جائز ہو۔

2- حالت نماز میں اس کے حملے کا خطرہ موجود ہو۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

إِنْ حَفِظْتُمْ أَنْ يَغْتَنِمَكُمْ الَّذِينَ كَفَرُوا ... ۱۰۱ ... سورة النساء

"(تم پر نمازوں کے قصر کرنے میں کوئی گناہ نہیں) اگر تمہیں ڈر ہو کہ کافر تمہیں ستائیں گے۔" [26]

اور فرمان الہی ہے :

وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ تَغَفَّلُوا عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِكُمْ مِثْلَهُ وَجِدَةٌ ... ۱۰۲ ... سورة النساء

"کافر چاہتے ہیں کہ کسی طرح تم اپنے ہتھیاروں اور سامان سے بے خبر ہو جاؤ تو وہ تم پر اچانک دھاوا بول دیں۔" [27]

(15)۔ امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے نماز خوف کا وہ طریقہ پسند کیا ہے جو سیدنا سہل بن ابی حمزہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول

ہے۔ [28]

کیونکہ وہ طریقہ قرآن مجید کے بیان کردہ طریقے کے قریب ترین ہے کیونکہ اس میں جنگ اور نماز دونوں میں احتیاط کا پہلو پیش نظر رہتا ہے، نیز اس میں دشمن پر دباؤ برقرار رہتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ ذات الرقاع کے موقع پر اسے ہی اپنایا تھا۔ اس طریقہ کی تفصیل درج ذیل ہے :

إِنْ طَائِفَةٌ صَفَّتْ صُفْحًا مِنْهُ، وَطَائِفَةٌ أُجِبَتْ مِنْهُ، فَصَلَّى بِأَيِّهِمَا مَنْزِلَةً، ثُمَّ تَبَتَّ كَمَا تَأْمُرُ، وَأَعْمَالَ نَفْسِهِمْ، ثُمَّ تَبَتَّ جَانِبًا، وَأَعْمَالَ نَفْسِهِمْ، ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ"

"مسلمانوں کا ایک گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صف بندی کر کے کھڑا ہو گیا، جب کہ دوسرا گروہ دشمنوں کے سامنے رہا جو گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا آپ نے انہیں ایک رکعت پڑھائی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیام میں کھڑے رہے جب کہ پیچھے والوں نے ایک اور رکعت خود پڑھ لی، یوں وہ دو رکعت مکمل کر کے دشمن کے سامنے جا کھڑے ہوئے۔ پھر دوسرا گروہ آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی ایک رکعت پڑھائی اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشہد کے لیے بیٹھ گئے (اور بیٹھے رہے)، اس دوسرے گروہ نے خود ہی ایک رکعت ادا کی اور پھر وہ بھی تشہد کے لیے بیٹھ گئے اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ ہی سلام پھیر دیا۔" [29]

(15)۔ سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نماز خوف کا طریقہ اس طرح مروی ہے :

"شَبَّهْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْخَوْفِ، فَصَلَّيْنَا فِيهِ: صَفَّتْ طَائِفَةٌ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاللَّهُؤُنْبِيَّةُ وَبَيْنَ الْعَبْدَةِ، فَخَبَّرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَبَّرْنَا جَمِيعًا، ثُمَّ رَكَعَ وَرَكَعًا جَمِيعًا، ثُمَّ رَفَعْنَا رَأْسَنَا مِنَ الرُّكُوعِ وَرَفَعْنَا جَمِيعًا، ثُمَّ انْحَضْنَا بِالنُّجُودِ وَالصَّفَّتِ الَّذِي يَلِيهِ، وَقَامَ الصَّفَّتِ الْوُخْرَى فَمَرَّ بِاللَّهِ، فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالصَّفَّتِ وَالصَّفَّتِ الْوُخْرَى نَجُودًا قَامُوا، ثُمَّ تَقَدَّمَ الصَّفَّتِ الْوُخْرَى وَتَأَخَّرَ الصَّفَّتِ الْقَدَّمَ، ثُمَّ رَكَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَكَعًا جَمِيعًا، ثُمَّ رَفَعْنَا رَأْسَنَا مِنَ الرُّكُوعِ وَرَفَعْنَا جَمِيعًا، ثُمَّ انْحَضْنَا بِالنُّجُودِ وَالصَّفَّتِ الَّذِي يَلِيهِ الَّذِي كَانَ نُؤْتَرَانِي الرُّكُوعَ الْأَوَّلَى، وَقَامَ الصَّفَّتِ الْوُخْرَى فَمَرَّ بِاللَّهِ، فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالصَّفَّتِ الْوُخْرَى نَجُودًا، فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالصَّفَّتِ الْوُخْرَى نَجُودًا، ثُمَّ سَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَلَّمْنَا جَمِيعًا"

"جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خوف کی صلاۃ میں موجود تھے، ہم آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے، اور ہم نے دو صفیں کیں، اور دشمن ہمارے اور قبلہ کے درمیان تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر (تحریم) کہی، اور ہم نے بھی کہی، آپ نے رکوع کیا ہم نے بھی رکوع کیا، آپ (رکوع سے) اٹھے اور ہم بھی اٹھے، پھر جب آپ سجدے کے لیے جھکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ان لوگوں نے جو آپ کے قریب (یعنی پہلی صف میں) تھے سجدہ کیا، اور دوسری صف اس وقت تک کھڑی



رہی جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ والی صف نے سر اٹھایا، پھر دوسری صف نے جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھایا، اپنی جگہوں پر سجدہ کیا، پھر جو صف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تھی پیچھے ہٹ گئی، اور پیچھے والی صف آگے آگئی، اور آکر ان کی جگہوں میں کھڑی ہو گئی، اور یہ لوگ پچھلے والوں کی جگہوں میں جا کر کھڑے ہو گئے، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا، اور ہم نے بھی رکوع کیا، پھر آپ نے رکوع سے سر اٹھایا اور ہم نے بھی اٹھایا، پھر جب آپ سجدے کے لیے جھکے تو ان لوگوں نے سجدہ کیا جو آپ سے قریب تھے، اور دوسرے کھڑے رہے، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ان لوگوں نے جو آپ سے قریب تھے (سجدے سے سر) اٹھایا تو دوسروں نے سجدہ کیا، پھر آپ نے سلام پھیرا۔ [30]

(16)۔ نماز خوف کا ایک طریقہ وہ بھی ہے جو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے :

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِأَيِّهَامَا نَفَعْتَيْنِ، وَالطَّائِفَةُ الْآخِرَى مُوَاجِهَةً لِلَّهِ، ثُمَّ انْفَرَفُوا، فَخَانُوا فِي مَقَامِ أَصْحَابِهِمْ، فَأَبْدَأُوا بِكَتْفَيْ يَمِينِ رُكْعَةٍ، ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ قَامَ بِهَوْلَاءِ فَخَضَعُوا رُكْعَتَهُمْ، وَقَامَ بِهَوْلَاءِ فَخَضَعُوا رُكْعَتَهُمْ"

"عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو گروہوں میں سے ایک گروہ کو ایک رکعت صلاۃ پڑھائی، اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابلہ میں رہا، پھر یہ لوگ جا کر ان لوگوں کی جگہ پر کھڑے ہو گئے، اور وہ لوگ ان لوگوں کی جگہ پر آگئے، تو آپ نے انہیں دوسری رکعت پڑھائی، پھر آپ نے سلام پھیر دیا، پھر یہ لوگ کھڑے ہوئے اور ان لوگوں نے اپنی باقی ایک رکعت پوری کی (اور اسی طرح) وہ لوگ بھی کھڑے ہوئے، اور ان لوگوں نے بھی اپنی رکعت پوری کی۔" [31]

(17)۔ نماز خوف کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ امام ہر گروہ کو الگ الگ کر کے دو دور کعتیں پڑھادے۔ [32]

(18)۔ سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نماز خوف کا ایک اور طریقہ بھی منقول ہے، وہ فرماتے ہیں: "ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں "ذات الرقاع" میں تھے۔ نماز کے لیے اذان دی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گروہ کو دو دور کعتیں پڑھائیں، پھر وہ پیچھے ہٹ گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے گروہ کو بھی دو دور کعتیں پڑھائیں۔ راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار رکعات ہو گئیں جب کہ لوگوں کی دو دور کعتیں ہوئیں۔ [33]

(18)۔ یہ تمام صورتیں تب اختیار کی جائیں جب جنگ جاری نہ ہو۔ اگر جنگ جاری ہو، تند و تیز حملے ہو رہے ہوں، شمشیر و سناں کا عام استعمال ہو رہا ہو اور نماز خوف کی مذکورہ صورتوں میں سے کوئی بھی ممکن نہ ہو، نماز کا وقت بھی ہو چکا ہو تو حسب حال جیسے بھی ممکن ہو، کوئی سوار ہو یا پیدل، کسی کا قبلہ کی طرف رخ ہو یا نہ ہو نماز ادا کر لیں۔ رکوع اور سجدے کے لیے حسب طاقت اشاروں سے کام لیں لیکن تاخیر نہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

فَإِنْ خَشِئْتُمْ فَرَجُلًا أَوْ كِبَانًا... ۲۳۹ ... سورة البقرة

"پھر اگر تمہیں خوف ہو تو پیدل ہی سہی یا سواری سہی۔" [34]

(19)۔ بہتر یہ ہے کہ نماز خوف میں مسلمان دفاع کے لیے ضرورت کے مطابق ہلکا ہلکا اسلحہ ضرور اٹھا کر رکھیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

"وَأِنِّي أَخْذُوا سَلْحَتَهُمْ"

"اور وہ اپنے ہتھیار لیے رہیں۔" [35]

(20)۔ اگر کوئی شخص دشمن یا سرباز یا درندے سے جان بچانے کے لیے بھاگ رہا ہو یا کوئی مجاہد دشمن کے تعاقب میں ہو اور اس کے نکل جانے کا ڈر ہو تو وہ بھی سوار ہو یا پیدل، اسی حالت میں نماز ادا کر لے، قبلہ کی طرف رخ ہو یا نہ ہو، رکوع اور سجدہ کے لیے مناسب حال اشارہ کر لے۔



نماز خوف کی ان عجیب و غریب صورتوں اور اس دقیق منضوبہ بندی سے اسلام میں نماز کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔ اسی طرح نماز باجماعت کی اہمیت بھی نمایاں ہوتی ہے کہ ان مشکل حالات میں بھی دونوں چیزیں معاف نہ ہوں۔ اس سے شریعت اسلامیہ کے کمال کا بھی ہمیں علم ہوتا ہے کہ اس کے احکام کس قدر مناسب حال ہیں کہ امت کو تنگی و مشکل میں بھی نہیں ڈال گیا۔ یقیناً یہی شریعت ہر زمان و مکان کے لیے اپنے اندر خیر و اصلاح کا ایک کامل نظام رکھتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کرنے کی توفیق دے اور اسی پر زندگی کا خاتمہ کرے۔ بے شک وہ دعا کو سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔

[1]۔ الحج 22/78۔

[2]۔ البقرة 2/185۔

[3]۔ البقرة 2/286۔

[4]۔ التباين: 64-16۔

[5]۔ صحیح البخاری الاعضام بالکتاب والسنة باب الاقضاء یسنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث 7288۔ و صحیح مسلم الحج باب فرض الحج مرة فی العلم حدیث 1337۔ و مسند احمد 2/258۔

[6]۔ صحیح البخاری التخصیر باب اذا لم یطق قاعدا صلی علی جنب حدیث 1117 و سنن ابی داود الصلاة باب فی صلاة القاعد حدیث 952۔

[7]۔ جامع الترمذی الصلاة باب ماجاء ان صلاة القاعد علی النصف من صلاة القائم تحت حدیث 372۔

[8]۔ التباين: 64-16۔

[9]۔ صحیح البخاری الاذان باب انما جعل الامام لیتتم به حدیث 689۔

[10]۔ مطالب اولی النھی شرح غایة المفتی باب صلاة اهل الاعذار 4/29۔

[11]۔ (ضعیف الاسناد) جامع الترمذی الصلاة باب ماجاء فی الصلاة علی الدایة فی الطین والمطر حدیث 411۔ و مسند احمد 4/173-174 والمفطلد۔

[12]۔ البقرة: 2/144۔

[13]۔ التباين: 64-16۔

[14]۔ النساء 4/101۔

[15]۔ صحیح البخاری التخصیر باب یقتصر اذا خرج من موضع حدیث 1090 و صحیح مسلم کتاب و باب صلاة المسافرين وقصرها حدیث 685 والمفطلد۔

[16]۔ مسند احمد 1/37۔



[17] - سنن ابى داود صلاة السفر باب الجمع بين الصلاتين حديث 1220 - وجامع الترمذى الجمعة باب ما جاء فى الجمع بين الصلاتين حديث 553 -

[18] - مجموع الفتاوى الشيخ الاسلام ابن تيميه 24/84 -

[19] - مجموع الفتاوى 24/26 -

[20] - سنن ابى داود الطهارة باب اذا قبلت الحوضه يمدح الصلاة حديث 287 ومسنده احمد 5/439 واللفظه -

[21] - يه روايات همين نهين ملين - (ع - و) -

[22] - مجموع الفتاوى الشيخ الاسلام ابن تيميه رحمة الله عليه 24/29 - 30 -

[23] - النساء 4/101 -

[24] - النساء : 4/102 -

[25] - المغنى والشرح الكبير 2/264 ونيل الاوطار 3/360 -

[26] - النساء 4/101 -

[27] - النساء : 4/102 -

[28] - المغنى والشرح الكبير 2/264 -

[29] - صحيح البخارى المغازى باب غزوة ذات الرقاع حديث 4129 - وصحيح مسلم صلاة المسافرين باب صلاة النخوف حديث 842 -

[30] - صحيح مسلم صلاة المسافرين باب صلاة النخوف حديث 840 -

[31] - صحيح البخارى المغازى باب غزوة ذات الرقاع حديث 4133 وصحيح مسلم صلاة المسافرين باب صلاة النخوف حديث 839 -

[32] - سنن ابى داود صلاة السفر باب من قال يصلى بكل طائفة ركعتين حديث 1248 وسنن النسائى صلاة النخوف حديث : 1552 ، ومسنده احمد 5/39 - 49 -

[33] - صحيح البخارى المغازى باب غزوة ذات الرقاع ، حديث 4136 وصحيح مسلم صلاة المسافرين باب صلاة النخوف حديث 843 -

[34] - البقرة 2/239 -

[35] - النساء : 4/102 -

هدانا عندي والله اعلم بالصواب



قرآن وحدیث کی روشنی میں فقہی احکام ومسائل

نماز کے احکام ومسائل: جلد 01: صفحہ 198